مترجم: اَختر علی اَرشد☆

موسمِ سرما اَور سردی کے اَحکام

❁ حضرت عمرؓ کی سردی کے متعلق وصیت:

جب موسم سرما کی ابتدا ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عمال کو یہ وصیت فرماتے تھے کہ
''سردی آ گئی ہے اور یہ دشمن ہے لہٰذا اُون کے لباس، موزوں اور جرابوں کے ساتھ اس کے لئے تیاری کرو۔ لباس کے اوپر اور نیچے پہننے کے لئے اُون کے کپڑے بناؤ، کیونکہ:
فان البرد عدو سريع دخوله بعيد خروجه [سرور النفس لأحمد بن يوسف:١/ ٢٤٠]
''سردی دشمن ہے یہ جسم میں بہت جلد داخل ہو جاتی ہے، لیکن نکلتی بڑی مشکل سے ہے۔''

❁ عابدوں کے لئے غنیمت اور مومنین کے لئے موسم بہار

◉ حضرت عمرؓ نے فرمایا:
الشتاء غنيمة العابدين [كنز العمال:١٤/ ١٧٦، حلية الاولياء:١/ ٢٦]
''موسم سرما عابدوں کے لئے غنیمت ہے۔''

◉ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:
''موسم سرما مومن کے لئے بہار کا موسم ہوتا ہے۔''

◉ یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں:
الليل طويل فلا تقصره بمنامك   والإسلام نقي فلا تدنسه بآثامك
''رات لمبی ہے اس کو سو کر نہ گزار اور اسلام بالکل صاف ستھرا ہے اس کو اپنے گناہوں سے گدلا نہ کر۔''
عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ وہ موسم سرما کی آمد پر فرمایا کرتے تھے:
مرحبا بالشتاء مرحبا ''خوش آمدید موسم سرما خوش آمدید۔ اس میں برکات کا نزول ہوتا ہے، قیام کرنے والے کے لئے راتیں لمبی ہوتی ہیں اور روزہ رکھنے والے کے لئے دن چھوٹے ہوتے ہیں۔'' [كنز العمال:١٢/ ٣٢٢]

◉ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:
''موسم سرما مومن کے لئے نعمت ہے۔''
ليله طويل يقومه، ونهاره قصير يصومه [التهجد وقيام الليل لابن أبي الدنيا:١/ ٣٩٣]
''قیام کے لئے راتیں لمبی ہوتی ہیں اور روزے کے لئے دن چھوٹے ہوتے ہیں۔''

◉ عبید بن عمیرؒ کے بارے میں ہے کہ جب موسم سرما آتا تو وہ فرماتے:
يا أهل القرآن: طال الليل لصلاتكم، وقصر النهار لصيامكم فاغتنموا

☆ فاضل كلية القرآن الكريم، جامعہ لاہور الاسلامیہ

''اے اہل قرآن! قیام اللیلکے لئے راتیں لمبی ہوگئیں ہیں (پس جس قدر ہو سکے قیام کرو)، روزوں کے لئے دن چھوٹے ہوگئے ہیں اس کو غنیمت سمجھو۔ (لہٰذا جس قدر ہو سکے روزے رکھو)۔'' [مصنف ابن ابی شيبة: ۲/ ۵۱۱]

ٹھنڈی غنیمت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الصوم فی الشتاء الغنيمة الباردة» [مسند أحمد: ٤/ ٣٣٥]

''سردیوں کے روزے ٹھنڈی غنیمت ہیں۔''

◎ امام خطابیؒ فرماتے ہیں:

الغنيمة الباردة (ٹھنڈی غنیمت) کا معنی آسانی ہے، کیونکہ سردیوں میں روزے دار کو پیاس کی اُس شدت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا جو گرمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

◎ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

غنيمة باردة کا مفہوم یہ ہے کہ یہ غنیمت بغیر لڑائی اور بغیر کسی مشقت کے حاصل ہوتی ہے اور اس غنیمت کو اکٹھا کرنے والا کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

سردی کا وجود

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اشتكت النار الى ربها فقالت: يارب! اكل بعضى بعضا فأذن لى بنفسين، نفس فى الشتاء ونفس فى الصيف، فهو أشد ما تجدون من الحر، وأشد ما تجدون من الزمهرير»

[صحيح البخاري: ٥٣٧، صحيح مسلم: ٦١٧]

''جہنم نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی اور کہنے لگی اے میرے رب! میرا بعض حصہ بعض کو کھائے جارہا ہے، مجھے دو سانس لینے کی اجازت دے دے، ایک سانس سردیوں میں اور ایک گرمیوں میں لہٰذا گرمی کی شدت اس (جہنم) کے گرم سانس کی وجہ سے ہوتی ہے اور سردی کی شدت اس کے ٹھنڈے سانس کی وجہ سے ہوتی ہے۔''

◎ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

دنیا کی سردی کی شدت جہنم کی سردی کی شدت یاد دلاتی ہے۔

◎ ابن رجبؒ مزید فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جنتیوں سے سخت سردی اور سخت گرمی دونوں کی نفی فرما دی ہے۔

[الاختيار الأولى في شرح حديث: ١/ ٤]

◎ حضرت قتادہؒ کا قول ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم ہے کہ گرمی کی شدت بھی تکلیف دہ ہے اور سردی کی شدت بھی تکلیف دہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کو ان دونوں سے محفوظ رکھا ہے۔'' [الدر المنثور: ١٠/ ١٦٧]

بادل دیکھ کر یا بارش کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اگر آسمان پر چھائے ہوئے بادل دیکھ لیتے تو کام چھوڑ دیتے اور اگر نماز کی حالت میں ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ «اللهم انی اعوذبك من شرها» ''اے اللہ میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

اگر بارش ہوتی تو فرماتے:

« اللهم صيبا هنيئا » [سنن أبي داؤد: ٥٠٩٩]

''اے اللہ! خوشگوار بارش عطا فرما۔''

صحیح بخاری میں یہ الفاظ موجود ہیں:

« اللهم صيبا نافعا » [صحيح البخاري: ١٠٣٢]

''اے اللہ! نفع بخش بارش عطا فرما۔''

اور بخاری مسلم میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

« مطرنا بفضل الله ورحمته » [صحيح البخاري: ٨٤٦، صحيح مسلم: ٧١]

''اللہ کے فضل اور رحمت سے ہمیں بارش ملی ہے۔''

❁ نزول بارش کے وقت کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« ثنتان ما تردان: الدعاء عند النداء، ووقت المطر » [سنن أبي داؤد: ٢٥٤٠]

''دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں: ① اذان کے وقت اور ② بارش کے وقت۔''

◉ امام مناویؒ فرماتے ہیں:

''نزول بارش کے وقت دعا رد کی ہی نہیں جاتی یا بہت کم رد کی جاتی ہے۔'' [فيض القدير: ٣/٣٥٦٦]

❁ نزول بارش کے وقت نبی کریم ﷺ کا عمل

◉ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بارش شروع ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا اور بارش کے قطرے اس کپڑے میں گرنے لگے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے ایسے کیوں کیا؟ تو آپؐ نے فرمایا:

« لأنه حديث عهد بربه » [صحيح مسلم: ٨٩٨]

''یہ اپنے رب کی طرف سے زمانے کے اعتبار سے بالکل نئی چیز ہے۔''

❁ بارش کی زیادتی کے نقصانات سے بچنے کے لئے کیا کہنا چاہئے؟

اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی تو اللہ کے نبی ﷺ فرماتے۔

«اللهم حوالينا ولا علينا، اللهم على الآكام والظراب و بطون الأودية ومنابت الشجر»

[صحيح البخاري: ١٠١٣، صحيح مسلم: ٨٩٧]

''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا، ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں پر، پہاڑوں کی چوٹیوں پر، وادیوں میں اور جنگلات میں برسا۔''

❁ بارش کے ذریعے برکات کا اُٹھ جانا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« ليست السنة بأن لا تمطروا ولكن السنة أن تمطروا وتمطروا ولا تنبت الأرض شيئا » [صحيح مسلم:٢٩٠٤]

''بارش نہ تو قحط سالی نہیں، قحط سالی یہ ہے کہ بارش بھی ہو، لیکن زمین کوئی چیز نہ اُگائے۔''

❁ سیلاب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« الشهداء خمسة ...... » فذكر منهم الغريق [صحيح البخاري: ٦٥٣، صحيح مسلم: ١٩١٤]

''شہید پانچ طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں غرق ہو جانے والے کا بھی ذکر فرمایا۔''

◉ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

'''غریق' سے مراد وہ شخص ہے جو پانی میں ڈوب کر مر جائے۔''

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص پانی میں ڈوب کر مر جائے، چاہے سردی ہو یا نہ ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دین پر قائم ہو، نیک ہو اور حسن اعمال سے مزین ہو تو ایسے شخص کے بارے میں درجۂ شہادت کی امید کی جاسکتی ہے جس کی صراحت اللہ کے نبیؐ کے فرمان میں موجود ہے، لیکن ایسے شخص کو غسل دیا جائے گا، کفن پہنایا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی۔

❁ نمازِ اِستسقاء

خشک سالی کے وقت نماز یا صرف دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنے کو استسقاء کہا جاتا ہے۔

جیسے اطاعت و فرمانبرداری سے برکات کا نزول ہوتا ہے ایسے ہی خشک سالی اور قحط سالی کا سبب گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ [الأعراف: ٩٦]

''اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور (برے کاموں کفر اور شرک سے) بچتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔''

کثرت استغفار اور توبہ بھی نزول بارش کا سبب ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۞ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۞ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴾ [نوح: ١٠-١٣]

''میں نے یہ کہا، اپنے مالک سے بخشش مانگو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ آسمان سے موسلا دھار مینہ تم پر برسائے گا۔ اور تمہیں مال اور اولاد میں خوب ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے؟''

نماز استسقاء سنت موکدہ ہے اور یہ اجتماعی اور انفرادی طور پر ادا کی جاسکتی ہے۔ نماز استسقاء کی ادائیگی کے وہی احکام ہیں جو نماز عید کے ہیں، لیکن یہ فرق ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز استسقاء کے لئے نکلتے تو بڑی تواضع اور عاجزی وانکساری کے ساتھ نکلتے اور خوشبو کا استعمال نہیں کرتے تھے۔

◉ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

«خرج رسول الله ﷺ للإستسقاء متبذللا متواضعا متخشعا متضرعا......» [جامع الترمذي: ٥٥٨]

''رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لئے بڑی عاجزی وانکساری، بڑے خضوع خشوع اور گڑگڑاتے ہوئے نکلتے تھے۔''

اس کے بعد نبی کریم ﷺ دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر خطبہ دیتے اور لوگوں کو توبہ و استغفار کی نصیحت فرماتے، پھر دعا کے لئے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

«كان النبي ﷺ لا يرفع يديه حتى يرى بياض إبطه» [صحيح مسلم: ٨٩٥]

''اللہ کے نبی بارش کی دعا کے لئے اس طرح ہاتھ اٹھایا کرتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔''

پھر اللہ سے دعا کرتے۔ ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے:

«اللهم اسقنا غيثا مغيثا، مريئامريعا نافعا غير ضار، عاجلا غير آجل»

''اے اللہ! ہمیں موسلا دھار بارش، خوش کرنے والی شاندار قسم کی اور نفع بخش، نقصان سے خالی، بلا تاخیر اور جلدی سے آنے والی عطا فرما۔'' [سنن أبي داؤد: ١١٦٩]

❁ ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا

◉ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أربع في أمتي من أمر الجاهلية لا يتركونهن: الفخر في الأحساب، والطعن في الأنساب، والاستسقاء بالنجوم والنياحة» [صحيح مسلم: ٩٣٤]

''میری اُمت جاہلیت کے چار کام نہیں چھوڑے گی۔ ① خاندانی فخر ② نسب میں طعن کرنا ③ ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور ④ نوحہ کرنا۔''

◉ حضرت زید بن خالدؓ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ کے مقام پر صبح کی نماز پڑھائی جبکہ رات کی بارش کی وجہ سے آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہؓ نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے: میرے بندوں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ کچھ ایمان والے اور کچھ کفر کرنے والے ہیں۔ جس نے یہ کہا کہ ہمیں یہ بارش اللہ کے فضل ورحمت سے ملی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں کا کفر کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ بارش فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لے آیا۔'' [صحيح البخاري: ٨٤٦]

❁ بارش کی طرف نسبت کرنے کا حکم

◉ **کفر اکبر اور ملت سے خروج**

جب یہ عقیدہ ہو کہ بارش کے نزول کی اصل وجہ ستاروں کی گردش ہے۔

◉ حرام

اگر یہ عقیدہ ہو کہ بارش کا نزول ستاروں کی گردش کی وجہ سے ہے جب کہ اصل ذات اللہ تعالیٰ کی ہے تو یہ عقیدہ رکھنا حرمت کے درجے میں آتا ہے۔

◉ مباح

جب یہ عقیدہ ہو کہ یہ کام کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لیکن ستارے بارش کے نزول کی علامت ہیں تو یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ بات تجربے سے حاصل ہو جاتی ہے۔

❁ اَعمال کی جزا

◉ ابن عمرؓ سے مرفوع روایت کے چند الفاظ یوں ہیں:

«ولم يمنعوا زكاة أموالهم إلا منعوا القطر من السماء ولولا البهائم لم يمطروا» [ابن ماجه: ۴۰۱۹]

''اگر لوگ اپنے اموال کی زکوٰۃ دینے سے رُک جائیں گے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش روک لیں گے۔ اگر زمین پر چوپائے نہ ہوں تو ان کو کبھی بھی بارش نہ ملے۔''

◉ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے:

«...... ولا منع قوم الزكاة الا حبس الله عنهم القطر» [مستدرك الحاكم: ۲۵۲۹]

''جب کوئی قوم زکوٰۃ دینا بند کر دیتی ہے تو اللہ ان سے بارش روک لیتے ہیں''

◉ حضرت مجاہد آیتِ کریمہ ﴿ ويلعنهم اللاعنون ﴾ [البقرہ: ۱۵۹] کی تشریح یوں فرماتے ہیں:

دواب الارض تقول انما منعنا المطر بذنوبكم [الدعاء للطبراني: ۳/ ۳۷]

''زمین پر چلنے والے جانور یہ کہتے ہیں کہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے ہم سے بارش روک لی گئی ہے۔''

❁ تیز آندھی کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب تیز آندھی چلتی تو اللہ کے نبیؐ یہ پڑھا کرتے تھے۔

«اللهم إني أسألك خيرها وخيرما فيها و خير ما أرسلت به وأعوذبك من شرّها و شرّ ما فيها وشرّ ما أرسلت به» [صحيح مسلم: ۸۹۹]

''اے اللہ میں اس ہوا کی خیر اور جو اس ہوا میں خیر ہے اس کا اور جس خیر کے ساتھ اس کو چلایا ہے اس کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس ہوا کے شر اور جو اس میں شر ہے اس سے اور جس شر کے ساتھ تو نے اس کو چلایا ہے اس سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

❁ ہوا کو گالی دینے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہوا اللہ کے حکم سے چلتی ہے۔ کبھی رحمت سے بھرپور ہوتی ہے اور کبھی عذاب لے کر آتی ہے۔ جب ہوا چلے تو اس کو گالی نہ دو اور اللہ سے اس کی بھلائی کی دعا کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔'' [سنن أبي داؤد: ۵۰۹۷]

ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اس لئے ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی پابند ہے اور اس کو اللہ کی طرف سے عذاب یا رحمت کا جیسا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کے مطابق چلتی ہے۔

❁ بجلی کی کڑک سن کر کیا کہنا چاہیے؟

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب بجلی کی کڑک سنتے تو باتیں چھوڑ دیتے اور یہ پڑھتے تھے۔

«سبحان الذی یسبح الرعد بحمده والملائكة من خيفته ثم يقول: إن هذا لوعيد شديد لأهل الارض » [الأدب المفرد للبخاري: ٣/ ٧٤٥]

''پاک ہے وہ ذات کہ بجلی کی گرج اور فرشتے بھی اس کے خوف سے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ پھر فرماتے: یہ (بجلی کی کڑک) اہل زمین کیلئے زبردست وعید ہے۔''

❁ نا چاہتے ہوئے پورا وضو کرنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« ألا أدلكم على ما يمحو الله به الخطايا و يرفع به الدرجات؟ » ، قالوا: بلى يا رسول الله ﷺ! قال: « إسباغ الوضوء على المكاره ، و كثرة الخطا إلى المساجد وانتظار الصلاة بعد الصلاة فذالكم الرباط » [صحيح مسلم: ٢٥١]

''کیا میں تمہاری ایسے اعمال کی طرف رہنمائی نہ کردوں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو ختم کردیتے ہیں اور درجات کی بلندی عطا فرماتے ہیں۔ صحابہ نے کہا، کیوں نہیں اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا: تنگی کے باوجود مکمل وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی رباط ہے، یعنی یہی پہرہ داری ہے۔''

◉ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں:

اسباغ الوضو سے مراد مکمل وضو کرنا ہے۔ اور 'تنگی' سے مراد سخت سردی اور جسمانی تکالیف وغیرہ مراد ہیں۔

◉ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

''سردی کی شدت ہمیں جہنم کی سخت سردی کی یاد دلاتی ہے۔ جہنم کی سردی کی شدت کو مدنظر رکھنے سے پانی کی ٹھنڈک کا احساس کم ہو جاتا ہے۔''

ملحوظہ ①: ابن عثیمینؒ نے بعض ایسے نمازیوں کے متعلق فرمایا جو وضو کرتے وقت بازوؤں سے کپڑے کو پورا نہیں اٹھاتے تھے کہ اس طرح بازوؤں کا کچھ حصہ نہیں دھویا جاتا اور یہ شرعاً حرام ہے اور اس طرح وضو بھی درست نہیں ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بازوؤں کو دھوتے وقت پورا کپڑا اٹھایا جائے کیونکہ کہنیوں تک بازوؤں کا دھونا وضو کے فرائض میں سے ہے۔

ملحوظہ ②: اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ وضو کے لئے پانی گرم کرلیا جائے۔

◉ ابن منذرؒ فرماتے ہیں:

''آگ پر گرم کیا ہوا پانی ان پانیوں کے ہی حکم میں شامل ہے جن سے لوگوں کو طہارت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

◉ علامہ اُبی فرماتے ہیں:

''پانی کو گرم کرنے کا مقصد سردی سے بچاؤ ہے تاکہ عبادت کے لئے اچھے طریقے سے تیاری ہو سکے اور ایسا کرنا مذکورہ حدیث میں جو ثواب بیان کیا گیا ہے اس کے حصول میں کوئی رکاوٹ نہیں بنتا۔'' [إكمال المعلم ٢/ ٥٤]

❁ موزوں اور جرابوں پر مسح

الخف (موزہ): پاؤں کو سردی سے بچانے کے لئے چمڑے کا بنایا جاتا ہے۔

الجراب (جراب): اُون وغیرہ سے بنی ہوئی تھیلی جو پاؤں پر پہنی جاتی ہے۔
سنت متواترہ سے نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپؐ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔

مسح کی شروط:

① پانی کے ساتھ مکمل وضو کرکے پہنا جائے۔
② موزے نجاست سے پاک ہونے چاہئے۔
③ موزوں پر مسح حدث اصغر (پیشاب وغیرہ) سے ہوگا جنابت یا غسل واجب جن کو 'حدث اکبر' کہتے ہیں، ان سے مسح نہیں ہوگا۔
④ مسح شریعت کی متعین کردہ مدت میں ہی ہوگا۔

مسح کی مدت

① مقیم کے لئے چوبیس گھنٹے اور مسافر کے لئے ۷۲ گھنٹے ہے۔
حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔
جعل رسول الله ﷺ ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم . [صحيح مسلم: ٢٧٦]
''رسول اللہ ﷺ نے مقیم کے لئے مسح کی مدت ایک دن اور رات جبکہ مسافر کے لئے تین دن اور راتیں مقرر کی۔''
② جب مسح کی مدت پوری ہوجائے گی تو طہارت برقرار رہے گی، لیکن مسح ختم ہوجائے گا۔

مسح کرنے کا طریقہ

موزوں یا جرابوں کی اوپر والی سطح پر پنڈلی تک انگلیوں کے پوروں کے ساتھ مسح کیا جائے گا۔
◉ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:
رأيت النبي ﷺ يمسح ظاهر خفيه . [سنن أبي داؤد: ١٦٢]
''میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ موزوں کے اوپر مسح کر رہے تھے۔''

حدثِ اصغر کی صورت میں عمامہ پر مسح کرنا

رأيت النبي ﷺ يمسح على عمامته وخفيه . [صحيح البخاري: ١٩٦]
''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ عمامہ پر اور موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔''

سردیوں میں نماز جلدی ادا کرنا

◉ حضرت انسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:
كان النبي ﷺ إذا اشتد البرد بكر بالصلاة، وإذا اشتد الحرّ أبرد بالصلاة . [البخاري: ٨٥٥]
''جب سخت سردی پڑتی تو رسول اللہ ﷺ نماز کی ادائیگی میں جلدی کرتے اور جب سخت گرمی پڑتی تو نماز کو ٹھنڈا (لیٹ) کرکے ادا کرتے۔''

◉ امام مناویؒ فرماتے ہیں:
''جلدی پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ ظہر کی نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا۔ اور کسی بھی کام کو جلدی سے کرنا تبکیر

(پیش قدمی کرنا) کہلاتا ہے۔'' [فیض القدیر:٥/١٢٨]

◉ ابن قدامہؒ اپنی کتاب 'المغنی' میں فرماتے ہیں:

''گرمی اور سردی کی وجہ سے ظہر کو جلدی ادا کرنے کے استحباب میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔'' [المغنی:٢/١٧٨]

◉ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

''صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد کے اہل علم لوگوں نے اسی استحباب کو اختیار کیا ہے، کیونکہ نماز میں خشوع خضوع مقصود ہوتا ہے جبکہ سخت سردی یا گرمی نمازی کے ذہن کو مشغول رکھتی ہے۔'' [تحفة الأحوذي: ١/ ٤٤٨]

❁ ترک جمعہ اور نماز باجماعت کی ادائیگی کے شرعی عذر

سردیوں میں بارش کی وجہ سے کپڑوں کے بھیگ جانے، کیچڑ آلود ہونے، ژالہ باری اور شدید ٹھنڈی ہوا جیسی مشقتیں ترک جمعہ اور نماز باجماعت کے لیے شرعی عذر ہیں۔

◉ ابن عمرؓ فرماتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ كان يأمر المؤذن إذا كانت ليلة ذات برد ومطر يقول: ألا صلوا في الرحال

[صحیح بخاری:٦٢٦]

''نبی کریم ﷺ سخت ٹھنڈی رات یا بارش کی وجہ سے اپنے موذن کو حکم فرماتے کہ وہ یہ کہے صلوا فی الرحال (نماز اپنے گھروں میں پڑھو۔)''

❁ دو نمازوں کو جمع کرنا

ایک وقت میں دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔ مثلاً ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کو کسی ایک وقت میں تقدیم یا تاخیر کے ساتھ جمع کیا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ وہی سابقہ عذر جو ترک جمعہ اور نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے ہے۔

ایسا بندہ جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہوا گر وہ گھر میں نماز ادا کرتا ہے تو وہ بھی جمع کرسکتا ہے۔ عورت اور مریض کے لئے گھر میں نمازوں کو جمع کرنا درست نہیں۔

نمازوں کو جمع کرنے کی رخصت عارضی رخصت ہے اور اس کا مقصد مسلمانوں سے مشقت کو دور کرنا ہے اس لئے اللہ کے نبی ﷺ نے اس فعل کو بہت کم ادا کیا ہے۔ ضرورت اور مشقت کا اطلاق زمان ومکان اور بندے کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔

◉ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

جمع رسول الله ﷺ بين الظهر والعصر والمغرب و العشاء بالمدينة فى غير خوف ولا سفر ولا مطر [صحيح مسلم: ٧٠٥]

''رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کو جمع کیا جبکہ نہ تو خوف کا کوئی معاملہ تھا نہ سفر کا اور نہ ہی بارش تھی۔''

❁ نماز میں منہ پر کپڑا لپیٹنا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ

أن رسول الله ﷺ نهى عن السدل فى الصلوٰة وان يغطى الرجل فاه [سنن أبي داؤد: ٦٤٣]

''رسول اللہ نے نماز میں کپڑا لٹکانے اور منہ کو ڈھانپنے سے منع فرمایا ہے۔''

❁ سردی کی وجہ سے دستانے پہن کر نماز ادا کرنا

امام شافعیؒ و امام نوویؒ کے نزدیک نماز میں دستانے پہننے جائز ہیں۔ اور جو نہ پہننے کا قائل ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ « أمرت أن أسجد على سبعة أعظم » [صحيح البخاري: ٨١٢]

''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ سجدہ سات اعضا (ہڈیوں) پر کروں۔''

تو وہ اس سے ہاتھ ننگے رکھنے کا استدلال کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ گھٹنے بھی تو (لباس سے) ڈھکے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ حدیث ان کے موقف کی دلیل نہیں بن سکتی۔

◉ ابن جبرینؒ فرماتے ہیں:

''مردوں اور عورتوں کیلئے نماز کی حالت میں دستانے پہننے جائز ہیں کیونکہ سردی یا کسی اور عذر کی بنا پر انکی مجبوری ہے۔''

❁ کسی نقصان کے ڈر سے سواری یا گاڑی پر نماز ادا کرنا

◉ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ

''قافلے سے پیچھے رہ جانے یا پیدل چلنے سے کسی اور نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں نماز سواری پر ادا کرنا جائز ہے۔'' [الفتاوى الكبرى: ٨/ ٦٥]

◉ ابن قدامہؒ اپنی کتاب 'المغنی' میں فرماتے ہیں:

''اگر سجدہ کرنے کی وجہ سے ہاتھ اور کپڑوں کو کیچڑ وغیرہ سے آلودہ ہونے کا ڈر ہو تو ایسی صورت میں چوپائے پر سواری کرتے ہوئے فرض نماز کی ادائیگی جائز ہے اور اس وقت سجدہ اشارے سے کرے گا۔'' [المغنى: ٣/ ٤٩]

◉ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ

''اہل علم کا اسی مذکورہ موقف پر اتفاق ہے اور امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ بھی اسی چیز کے قائل ہیں۔''

❁ سونے سے پہلے آگ بجھانا

◉ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک گھر آگ لگنے سے جل گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

« إن هذه النار إنما هي عدوّ لكم فاذا نمتم فأطفئوها عنكم » [صحيح البخاري: ٥٨٢٠

''آگ تمہاری دشمن ہے جب سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔''

◉ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لا تتركوا النّار في بيوتكم حين تنامون » [صحيح البخاري: ٥٨١٩]

''جب سونے لگو تو آگ کو گھروں میں جلتا ہوا نہ چھوڑو۔''

◉ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم آگ لگنے کے ڈر کی وجہ سے ہی ہے۔''

پھر فرماتے ہیں:

''نیند کی قید لگانے کا مقصود غفلت کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ نیند کی حالت میں غفلت چھا جاتی ہے۔ لہٰذا اس حکم سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ جب بھی غفلت پائی جائے یہ حکم وہاں پر نافذ ہوگا۔''

آگ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم

جلتی ہوئی آگ چاہے وہ دیا ہی کیوں نہ ہو اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ اس سے مجوسیوں کی مشابہت پیدا ہوتی ہے اور یہ چیز نماز پڑھنے والے کو غفلت کا شکار کردیتی ہے۔

◉ ابن شیبہ ابن سیرین کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ

ابن سیرین تنور یا گھر میں جلتی ہوئی آگ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ گیس یا پٹرول پر جلنے والے ہیٹر ہیں، جبکہ تیل یا بجلی پر چلنے والے ہیٹروں میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

آگ والے ہیٹر (جن کی ممانعت ہے) اگر نمازی کے سامنے نہ ہوں تو ایسی صورت میں کوئی قباحت نہیں ہے اور نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

بخار کو گالی دینے کی ممانعت

حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام سائبؓ کے پاس آئے اور فرمایا: «مالك يا أُم السائب تزفزفين؟» قالت: الحمى لا بارك الله فيها فقال: « لا تسبى الحمى فإنها تذهب خطايا بني آدم كما يذهب خبث الحديد » (صحيح مسلم: ٢٥٧٥)

''اُم سائب تمہیں کیا ہوگیا ہے، کیوں کانپ رہی ہو؟ کہنے لگیں: بخار ہوگیا ہے اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: بخار کو گالی نہ دو، کیونکہ یہ بنی آدم سے خطاؤں کو ایسے صاف کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے سے زنگ اتار دیتی ہے۔''

اس حدیث میں بخار کو گالی دینے اور ناگواری کا اظہار کرنے کی ممانعت آئی ہے، اور یہ پتہ چلتا ہے کہ بخار گناہوں کو ختم کرتا ہے۔

تو موضوع کی مناسبت سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ سردیوں میں کثرت سے بخار ہوجاتا ہے۔ (لہٰذا اس پر صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے)

فائدہ

ابن القیمؒ بخار کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بخار دل کے غبار اور میل کچیل کو صاف کرکے بُری چیزوں کو دل سے نکال دیتا ہے۔ امراضِ دل کے ماہرین بھی اللہ کے نبی ﷺ کے اس ارشاد کی آج تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واقعتاً ایسا ہی ہوتا ہے، لیکن یہ بات یاد رہے کہ دل کے کسی ایسے مرض میں مبتلا شخص جو علاج سے مایوس ہوچکا ہے تو ایسے شخص کے لئے بخار نفع بخش علاج نہیں ہے۔ بخار جسم، دل اور دوسرے اعضاء کے لئے نفع بخش چیز ہے اس لئے اس کو بُرا کہنا یا گالی دینا ظلم و زیادتی پر مبنی ہے اور ہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ بات علاج کے اسباب کو اختیار کرنے کے منافی نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

«لكل داء دواء» [صحيح مسلم: ٢٢٠٤]

''موت کے علاوہ ہر بیماری کی دوا موجود ہے۔''